

(۱) مدارس اسلامیہ کے تحفظ و بقا کے لیے ضروری اقدامات پر غور

بموقع اجلاس مجلس منتظمہ جمعیت علماء ہند ۴-۵ جولائی ۲۰۲۲ء

جمعیت علماء ہند کا یہ اجلاس مجلس منتظمہ مدارس اسلامیہ کے سلسلے میں سرکاری اور غیر سرکاری معاندانہ رویوں کی سخت الفاظ میں مذمت کرتا ہے اور اسے وطنی اور ملی طور پر نقصان عظیم تصور کرتا ہے۔ اسلامی مدارس غریب اور پسماندہ ہندوستانی مسلمانوں کی تعلیم و تربیت کا سب سے اہم ذریعہ ہیں، یہ ادارے مسلم کمیونٹی کے طلبہ کی تعلیمی و اخلاقی نشوونما کے لیے لازم و ملزوم ہیں، ثقافتی ورثے کے تحفظ اور مذہبی تعلیم کے فروغ میں بھی ان کا کردار انمول ہے۔ ملک کی سالمیت، تحفظ اور نوجوانوں میں ملک کے دفاع اور حب وطن کا جذبہ پیدا کرنے میں ان کا مثالی کردار ہے، دینی اور اخلاقی تعلیم کے ذریعہ مسلمانوں کو راہ راست پر رکھنے، اخلاقی تربیت سے آراستہ کرنے اور جرائم سے محفوظ رکھنے میں مدارس اسلامیہ کے مد مقابل کوئی اور تنظیم یا ادارہ نہیں ہے۔ یہ عجیب ستم ظریفی ہے کہ ملک و ملت کے تئیں ایسی بنیادی خدمات کو نظر انداز کرتے ہوئے ایک بڑا طبقہ مدارس کو طعن و تشنیع اور بے جا تنقید کا نشانہ بنانے میں مصروف ہے۔ بی جے پی کے چند وزرائے اعلیٰ اور این سی پی سی آر کے چیئرمین نے جس طرح مدارس اور ان سے وابستہ شخصیات کے خلاف درپے اپنے بیانات کے ذریعہ ملک کے عوام کو گمراہ کرنے کی کوشش اور منفی اقدامات کیے ہیں، وہ کسی بھی طرح قابل قبول نہیں ہے۔

مذکورہ صورت حال سے نمٹنے کے لیے یہ اجلاس ایک طرف تو مدارس اسلامیہ سے اپیل کرتا ہے کہ وہ داخلی اصلاحات پر توجہ دیں اور اس کے لیے 'تحفظ مدارس کی مستقل کمیٹی' کی تجاویز پر عمل کو یقینی بنائیں، دوسری طرف یہ اجلاس حکومت اور ارباب اقتدار سے پرزور مطالبہ کرتا ہے کہ مدارس کے خلاف مدتوں سے جاری اس پروپیگنڈے پر قدغن لگانے کے لیے ضروری اقدامات کریں۔

تجویز (۲) مدارس میں داخلی اصلاحات کی ضرورت

مجلس منتظمہ جمعیتہ علماء ہند کا یہ اجلاس سبھی مدارس دینیہ سے اپیل کرتا ہے کہ وہ اپنے تحفظ اور اپنے دائرہ کار کو مزید مستحکم اور وسیع کرنے کے لیے درج ذیل امور کو بطور خاص ملحوظ رکھیں:

- (۱) طلبہ کی رہائش کے لیے صاف پانی، صاف شفاف کمروں اور باتھ روم وغیرہ کا معقول انتظام کریں۔ گنجائش کے اعتبار سے ہی طلبہ رکھے جائیں۔
- (۲) مدرسے میں تعلیم حاصل کرنے والے طلبہ جو مختلف علاقوں میں سفر کرتے ہیں، ان کے پاس ان کا اور ان کے والدین کے آدھار کارڈ وغیرہ موجود ہوں، نیز ان کے پاس:
- (الف) مقامی پردھان/کھیا کی ایک تحریر ہو۔
- (ب) والدین کی طرف سے ایف ڈی ٹی ہو۔
- (ج) جس مدرسے میں جا رہے ہیں، اس کے لیٹر پیڈ کی کاپی ساتھ ہو جس میں ان بچوں کے نام لکھے ہوں۔
- (۵) ملکیت کے کاغذات اور تعمیری نقشے کی منظوری بالخصوص ملکیت کا مکمل ثبوت، رجسٹری، نوٹری، وقف نامہ، رجسٹری ذاتی ملکیت یا ادارہ کی ملکیت، رجسٹری مع داخل خارج، بلڈنگ کا منظور کردہ نقشہ، پینے کا پانی، بجلی کی سپلائی، فائر فائٹنگ کے لیے محکمہ فائر بریگیڈ سے اجازت وغیرہ کی اپڈیٹ کاپیاں تیار رکھی جائیں۔
- (۳) زمین سے متعلق ریکارڈ نکلو اکرد دیکھ لیا جائے کہ اس کی موجودہ حیثیت کیا ہے، اگر نقشے میں اس جگہ پر مدرسہ دکھایا جا رہا ہے تو یہ اطمینان کی بات ہے اور اگر نہیں ہے تو از خود کوئی عرضی داخل کرنے سے گریز کیا جائے۔ نیز مدرسے کے قیام اور طویل عرصے سے اس جگہ کے مدرسہ کے طور پر استعمال سے متعلق کاغذات وغیرہ کے ریکارڈ بالخصوص بجلی پانی کنکشن، ٹیلیفون کنکشن کے ریکارڈ محفوظ رکھے جائیں۔
- (۴) خریدی گئی یا حاصل کی گئی زمین سے متعلق بہتر صورت یہ ہے کہ زمین ادارہ کے نام ہو۔ اگر زمین کسی شخص کے نام ہو اور وہ باحیات ہیں تو وہ زمین ادارہ کے نام وقف کر دیں اور اس کے کاغذات وکیل کے توسط سے بنوائیں اور اگر باحیات نہیں ہیں تو وقف کے ضوابط کے تحت وکیل سے اس کے کاغذات بنوائے جاسکتے ہیں۔
- (۵) اگر تعمیرات کا نقشہ منظور ہوا ہے تو بہر صورت اس پر کوئی خطرہ نہیں ہے، لیکن اگر منظور نہیں ہے تو فوراً منظور کرانے کی کوشش کی جائے، اس میں غفلت نہ برتی جائے۔
- (۶) ٹرسٹ یا سوسائٹی کے تحت ادارہ کے نظام کو چلایا جائے۔
- (۷) حساب میں شفافیت کے لیے بینک اکاؤنٹ کھولے جائیں اور بیلنس شیٹ بنا کر اسے آڈٹ کرائیں۔ یہ بہت اہم ہے کہ آمد و صرف کا حساب شفاف ہو اور مقامی طور پر اپنے ضلع یا کمشنری کے کسی اچھے سی اے سے حساب آڈٹ کرایا جائے اور کاغذات کا رکھ رکھاؤ سی اے کی ہدایت کے مطابق ہو۔ بڑے مدارس کے ذمہ داروں سے گزارش ہے کہ وہ اپنے سی اے سے بیلنس شیٹ تیار کرانے کے بعد جمعیتہ علماء ہند کے سی اے سے بھی ایک مرتبہ مشورہ کر لیں۔
- (۸) 14 تا 6 کے بچوں کے لیے بنیادی عصری تعلیم کی فراہمی کی حتی الوسع کوشش کی جائے تاکہ وہ دینی تعلیم کے ساتھ عصری تعلیم کے حق سے بھی فیضیاب ہو سکیں۔ اس کے لیے ایسا طریقہ اختیار کیا جائے کہ ہماری دینی تعلیم متاثر نہ ہو اور عصری تعلیم کے تقاضے بھی پورے ہو سکیں۔
- (۹) مدارس کے آزاد کردار کی بقاء کے لیے سرکاری امداد سے ہر سطح پر اجتناب کیا جائے۔

(۳) ملک میں بڑھتی ہوئی منافرتی مہم اور اسلاموفوبیا کے انسداد پر تجویز

بموقع اجلاس مجلس منتظمہ جمعیتہ علماء ہند ۴-۵ جولائی ۲۰۲۲ء

آج ہمارے ملک کو اسلاموفوبیا اور مسلمانوں کے خلاف نفرت و اشتعال انگیزی کا مرض لاحق ہو گیا ہے۔ سب سے زیادہ افسوس کا مقام یہ ہے کہ یہ چیزیں ملک کی برسر اقتدار پارٹی کے اہم ذمہ داروں کی طرف سے فروغ دی جا رہی ہیں، مختلف بین الاقوامی اداروں، بھارت کی سول سوسائٹیوں کی رپورٹس اور سپریم کورٹ کے انتباہ کے باوجود جس طرح وطن عزیز کو ہندو مسلم اور دلت میں بانٹنے کی کوشش کی جا رہی ہے، وہ گاندھی اور نہرو کے ہندوستان کے لیے شرمناک ہے۔ معمولی سیاسی مفادات کے لیے نفرت کا زہر اس قدر گھول دیا گیا ہے کہ تعلیمی ادارے اور کالج کے طلبہ تک اس وبا کا حصہ بن گئے ہیں۔ اس کی ایک مثال ممبئی ٹرین میں کالج کے طلبہ کے ایک گروپ کے ذریعہ ایک مسلم خاندان کے ساتھ زیادتی کا واقعہ ہے۔

ایسی صورت حال میں ملک کی سالمیت اور نیک نامی کے حوالے سے جمعیتہ علماء حکومت ہند کو متوجہ کرنا چاہتی ہے کہ:

- (۱) وہ خود احتسابی سے کام لے اور نفرتی تقاریر اور ہیٹ کرائم کی روک تھام کے لیے ایک ٹھوس اور موثر لائحہ عمل وضع کرے۔
- (۲) عام انتخابات کے موقع پر جن پارٹیوں کی طرف سے نفرتی بیانات دیے جاتے ہیں، ایسی پارٹیوں کی قانونی حیثیت ختم کر دی جائے، اگر کسی امیدوار نے بیان دیا ہے، تو اس کی امیدداری کا عدم کردی جائے۔
- (۳) سپریم کورٹ کی واضح ہدایات کی روشنی میں لاپرواہی برتنے والی ایجنسیوں پر ایکشن لیا جائے اور شر پسندوں کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے۔
- (۴) لاء کمیشن کی سفارش کے مطابق تشدد پر اکسانے والوں کو خاص طور پر سزا دینے کے لیے ایک علاحدہ قانون وضع کیا جائے اور سبھی اقلیتوں؛ بالخصوص مسلم اقلیت کو سماجی و اقتصادی طور پر الگ تھلگ کرنے کی کوششوں پر روک لگائی جائے۔

(۵) ملک میں ہم آہنگی کو فروغ دینے کے لیے نیشنل فاؤنڈیشن فار کمیونل ہارمونی (National Foundation for Communal Harmony) اور نیشنل انٹیگرل کائونسل (National

Integral Council) کو فعال بنایا جائے اور اس کے تحت بقائے باہم سے متعلق پروگرام منعقد کیے جائیں، بالخصوص سبھی مذاہب کے با اثر افراد کی مشترکہ میٹنگوں اور کانفرنسوں کا اہتمام کیا جائے۔

(۶) یہ اجلاس ملک کے مذہبی رہنماؤں، سول سوسائٹی، میڈیا اور سیاسی پارٹیوں سے مطالبہ کہ وہ اس منافرتی ماحول کو ختم کرنے میں اپنا موثر کردار ادا کریں۔

(۴) اسکولوں میں خاص مذہبی اعمال کی پابندی کی مذمت

بموقع اجلاس مجلس منظمہ جمعیتہ علماء ہند ۴-۵ جولائی ۲۰۲۲ء

جمعیتہ علماء ہند کی مجلس منظمہ کا یہ اجلاس مرکزی و صوبائی حکومتوں کے ذریعہ تعلیمی نظام کو زعفرانی رنگ میں رنگنے اور اسکول میں تعلیم حاصل کرنے والے طلبہ کو شرکیہ اعمال پر مجبور کرنے کی کوشش کی سخت مذمت کرتا ہے۔ اس بارے میں کسی کوشش نہیں ہونا چاہیے کہ مذہب اسلام کی بنیاد عقیدہ توحید پر ہے اور کوئی مسلمان کسی قیمت پر اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کی عبادت کو ہرگز قبول نہیں کر سکتا اور نہ کسی ایسے عمل میں شریک ہو سکتا ہے جو غیر مذہب والوں کا شعار اور پہچان ہے۔

اور ہمارے ملک کا دستور یہاں کے رہنے والے بھی باشندوں کو اپنے مذہبی عقائد و اعمال پر کاربند رہنے کی کھلی اجازت دیتا ہے۔ لہذا حکومت کی طرف سے اسکولی طلبہ و طالبات کو سوریہ نمسکار، سرسوتی پوچا، ہندوانہ گیتوں، اشلوکوں یا تلک لگانے پر وغیرہ مجبور کرنے کے احکامات دینا مذہبی آزادی میں مداخلت اور سیکولر دستور کی خلاف ورزی ہے جسے مسلمان بلکہ کوئی بھی منصف مزاج ہندوستانی قبول نہیں کر سکتا۔

جمعیتہ علماء ہند کا یہ اجلاس حکومت سے اپیل کرتا ہے کہ وہ ایسے بھی اشتعال انگیز اقدامات سے باز رہے، ساتھ ہی یہ اجلاس سبھی مسلمانوں کو تاکید کرتا ہے کہ وہ اپنے بچوں اور بچیوں کے ذہنوں میں عقیدہ توحید مزید راسخ کرنے کی کوشش کریں اور ان کا یہ مزاج بنائیں کہ وہ تعلیمی اداروں میں آنے والے کسی بھی مشرک نہ عمل میں شریک نہ ہوں اور اگر اس پر مجبور کیا جائے تو اپنا احتجاج درج کرائیں اور اس کے متعلق اپنے حقوق کی حفاظت کے لیے بھی قانونی راستے اپنائیں۔

(۵) یکساں سول کوڈ اور دستوری حقوق سلب کرنے سے متعلق تجویز

بموقع اجلاس مجلس منتظمہ جمعیتہ علماء ہند ۴-۵ جولائی ۲۰۲۲ء

جمعیتہ علماء ہند کی مجلس منتظمہ کا یہ اجلاس محسوس کرتا ہے کہ یکساں سول کوڈ پر اصرار شہریوں کی مذہبی آزادی اور دستوری حقوق کو ختم کرنے کی سازش کا حصہ ہے جو نہ صرف مسلمانوں بلکہ دیگر وطن دوست طبقات کے لیے بھی قابل قبول نہیں ہے۔ جمعیتہ علماء ہند کا یہ اجلاس اتر اکھنڈ سرکار کے ذریعہ منمنائی کرتے ہوئے یکساں سول کوڈ کے نفاذ کو بھی انصاف دشمنی سے تعبیر کرتا ہے اور مرکزی سرکار اور اس کی معاون پارٹیوں کو متوجہ کرتا ہے کہ وہ یکساں سول کوڈ کی کسی بھی تجویز پر عمل پیرا نہ ہوں اور اس سلسلے میں لاء کمیشن آف انڈیا کے ذریعہ دیے گئے عوامی مشورہ کو ہرگز نظر انداز نہ کریں۔

حکومتوں کے سامنے ہم اس حقیقت کو واضح کرنا چاہتے ہیں کہ ہمارا ملک کثرت میں وحدت کی سب سے اعلیٰ مثال ہے، ہماری تکثیریت کو نظر انداز کر کے جو بھی قانون بنایا جائے گا، اس کا براہ راست اثر ملک کی وحدت اور سالمیت پر پڑے گا۔ یہ اپنے آپ میں یکساں سول کوڈ کی مخالفت کی سب سے بڑی وجہ ہے۔

اس موقع پر یکساں سول کوڈ کے بارے میں مندرجہ بالا تحفظات کے ساتھ جمعیتہ علماء ہند کا یہ اجلاس تمام مسلمانوں سے اپیل کرتا ہے کہ وہ شریعت اسلامیہ پر پوری طرح ثابت قدم رہیں۔ نیز سماج میں خواتین کے ساتھ اسلامی تعلیمات کے مطابق مکمل انصاف کو یقینی بنائیں۔ میراث کی تقسیم میں عورتوں کے ساتھ نا انصافی نہ ہونے دیں۔

یہ حقیقت ہے کہ عورتوں کو طلاق دینے اور نان و نفقہ کے سلسلے میں بھی اسلامی تعلیمات پر عام طور سے عمل درآمد نہیں ہوتا ہے جس کے باعث خواتین محاکم شرعیہ اور شرعی پنچایتوں کے بجائے ملک کی عدالتوں کی طرف رجوع کرنے پر مجبور ہوتی ہیں جہاں فیصلے اسلامی شریعت کے خلاف ہوتے ہیں۔ نیز مسلمانوں کا بڑا سرمایہ اور وقت ملک کی عدالتوں میں ضائع ہوتا ہے۔ اس لیے تمام مسلمانوں سے اپیل کی جاتی ہے کہ وہ عورتوں کے حقوق کے تحفظ اور ان کے ساتھ منصفانہ برتاؤ کے لیے اسلامی شریعت کے مقرر کردہ کوڈ کو عملی طور پر نافذ کریں۔

(۶) مسلمانوں کے لیے ریزرویشن سے متعلق تجویز

بموقع اجلاس مجلس منتظمہ جمعیتہ علماء ہند ۴-۵ جولائی ۲۰۲۲ء

ریزرویشن کا ہدف سوسائٹی کے مخصوص طبقے کو جو مختلف وجوہات کی بنا پر معاشی اور تعلیمی میدانوں میں پچھڑ گئے ہیں، خصوصی مراعات دے کر سوسائٹی کے دوسرے طبقات کے ساتھ برابری کا درجہ دلانا ہے۔ ریزرویشن نہ تو مذہب کی بنیاد پر دیا جانا چاہیے اور نہ ہی مذہب کی بنیاد پر روکنا چاہیے۔ آئین کا آرٹیکل 16 (4) ایسے پسماندہ طبقے کے لیے ریزرویشن فراہم کرنے کی ہدایت دیتا ہے جو مناسب نمائندگی سے محروم ہیں۔ اس سلسلے میں مذہب کو بنیاد بنا کر کسی کو روکنا ہرگز ملک کے مفاد میں نہیں ہے۔

ہندوستان کی مختلف ریاستوں میں مسلمانوں کے لیے مخصوص ریزرویشن، ہندوستانی آئین کے فریم ورک کے اندر مثبت کارروائی کے ذریعے سماجی و اقتصادی فرق کو دور کرنے کے مقصد سے دیا گیا ہے۔ یہ سمجھنا ضروری ہے کہ یہ ریزرویشن مذہبی شناخت کے بجائے مخصوص برادریوں میں پسماندگی کی بنیاد پر مبنی ہے۔ یہ نقطہ نظر ہندوستان کے نظریہ مساوات، عدم امتیاز اور سماجی انصاف کے آئینی اصولوں سے ہم آہنگ ہے، جس کا مقصد ملک بھر میں معاشی اور تعلیمی طور پر پسماندہ گروہوں کو ترقی دینا ہے۔

اندر ساہنی کیس (1992) یا منڈل کمیشن کیس نے پسماندہ طبقات کو ذیلی زمرہ جات جیسے پسماندہ، زیادہ پسماندہ اور انتہائی پسماندہ میں درجہ بندی کرنے کے لیے عدالتی حمایت فراہم کی ہے۔ اس درجہ بندی کا مقصد اس بات کو یقینی بنانا ہے کہ ریزرویشن کے فوائد ان تک پہنچیں جنہیں ان کی سب سے زیادہ ضرورت ہے۔ اس عدالتی فیصلے میں اس امر پر بھی زور دیا گیا ہے کہ تحفظات سماجی اور تعلیمی پسماندگی کی بنیاد پر ہونے چاہئیں، مذہب کی بنیاد پر نہیں۔

اس اصول کے تحت جب ہم عملی طور پر جائزہ لیتے ہیں تو مسلم اقلیت کے ایک بڑے طبقے کے ساتھ مسلسل نا انصافی کی جارہی ہے۔ مسلمانوں میں جو ذاتیں اور برادریاں شیڈول کاسٹ کے ہم پلہ ہیں ان کو مذہب کی بنیاد پر ریزرویشن کی سہولت سے محروم رکھا گیا ہے۔ دفعہ ۳۴۱ کے تحت مسلمانوں اور عیسائیوں کے ساتھ مستقل نا انصافی کی جارہی ہے، یہاں تک کہ اگر کوئی شیڈول کاسٹ کا ہندو فرد مذہب تبدیل کر کے عیسائی یا مسلمان بن جائے تو اس سے ریزرویشن کے تحت حاصل مراعات سلب کر لی جاتی ہیں۔ یہ مذہبی امتیازی سلوک کی بدترین مثال ہے۔ جمعیتہ علماء ہند کا یہ اجلاس عام سرکار سے مطالبہ کرتا ہے کہ دفعہ ۳۴۱ میں ترمیم کر کے مذہب کی قید ختم کی جائے۔

اسی طرح مرکزی اور ریاستی دونوں سطحوں پر دیگر پسماندہ طبقات (او بی سی) ریزرویشن میں کئی مسلم کمیونٹیز شامل ہیں۔ او بی سی کوٹہ کا معیار سماجی اور تعلیمی پسماندگی ہے۔ اس کوٹہ میں کرناٹک کے ذریعہ مسلم او بی سی کے لیے مخصوص چار فیصد سب کوٹہ، اسی طرح آندھرا پردیش، تمل ناڈو اور کیرالہ میں مخصوص کوٹہ کو آئینی حق سے ہم آہنگ قرار دیتے ہوئے جمعیتہ علماء ہند دیگر ریاستوں کی سرکاروں سے مطالبہ کرتی ہے کہ وہ اس مثالی عمل کو اختیار کریں اور اس سلسلے میں کسی سیاسی دباؤ کو خاطر میں نہ لائیں۔

(۷) حکومت کی جدید پالیسیوں کے تناظر میں مسلمانوں کی تعلیمی اور اقتصادی پسماندگی پر تجویز

بموقع اجلاس مجلس منتظمہ جمعیت علماء ہند ۴-۵ جولائی ۲۰۲۳ء

سچر کمیٹی سمیت متعدد قدیم اور تازہ ترین رپورٹس سے یہ عیاں ہے کہ مسلمان اس ملک میں تعلیمی اور اقتصادی پسماندگی کا شکار ہیں، جس میں اسکولوں میں داخلہ کی کم شرح، ڈراپ آؤٹ کی زیادہ شرح اور معیاری تعلیم تک محدود رسائی وغیرہ شامل ہیں۔ بنیادی طور پر مسلم علاقوں میں تعلیمی انفراسٹرکچر اور وسائل کی کمی ان چیلنجوں کو مزید بڑھا دیتی ہے۔ اسی طرح مسلمانوں میں معاشی پسماندگی جگ ظاہر ہے بالخصوص کم آمدنی کی سطح، بیروزگاری کی بلند شرح اور اقتصادی مواقع تک محدود رسائی ایک بڑا مسئلہ ہے۔ سرکاری رکاوٹیں، بشمول امتیازی سلوک اور سرمائے تک رسائی کی کمی، معاشی ترقی کی منزل کو مزید دشوار بنا رہی ہیں۔

حکومت کی جدید پالیسیاں جامع ترقی پر زور دیتی ہیں اور ان کا مقصد تمام کمیونٹیز میں سماجی و اقتصادی پسماندگی کو دور کرنا ہے لیکن اس کے باوجود ان کے فوائد سے مسلم کمیونٹی متعدد وجوہات سے محروم ہے۔ حالاں کہ موجودہ اسکیمیں اور پروگرام، مثلاً ہنرمندی کے فروغ کے اقدامات اگر مؤثر طریقے سے نافذ کیے جائیں تو مسلم کمیونٹی کی پسماندگی کو دور کیا جاسکتا ہے۔

اس تناظر میں ہمارا حکومت ہند سے مطالبہ ہے کہ

۱۔ مسلم مرکز علاقوں میں اسکولوں، کالجوں اور پیشہ ورانہ تربیت کے مراکز کے قیام کے لیے فنڈز مختص کئے جائیں۔ روایتی اور ابھرتی ہوئی دونوں صنعتوں پر توجہ مرکوز کرتے ہوئے مسلم کمیونٹی کی ضروریات کے مطابق مہارت کی ترقی کے پروگراموں کو وسعت دی جائے۔

۲۔ خواہشمند مسلم کاروباریوں کو مائیکرو فنانس، بلا سودی قرضے اور کاروباری ترقی کی خدمات فراہم کی جائیں۔ مسلم نوجوانوں کے لیے ملازمت کے مواقع پیدا کرنے کے لیے نجی سیکٹرز کے ساتھ شراکت داری کی جائے۔

۳۔ مسلم کمیونٹی کو دستیاب سرکاری اسکیموں اور ان تک رسائی کے طریقے کے بارے میں آگاہ کرنے کے لیے بیداری مہمات شروع کی جائیں۔ تعلیمی اور اقتصادی اقدامات کو فروغ دینے کے لیے مسلم کمیونٹی کی تنظیموں، مذہبی رہنماؤں اور این جی اوز کے ساتھ تعاون و اشتراک کیا جائے۔

۴۔ اسی کے ساتھ ہم مسلمانوں سے بھی اپیل کرتے ہیں کہ وہ اپنے نوجوانوں کو زیادہ سے زیادہ کاروباری ٹریننگ دے کر نوکری اور ملازمت کے ساتھ اپنے پیروں پر کھڑا کرنے کی بھی کوشش کریں تاکہ وہ نہ صرف اپنے لیے کارآمد ہوں بلکہ ملک کو درپیش بے روزگاری کے چیلنج کو کم کرتے ہوئے دوسرے لوگوں کو ملازمت دینے کا ذریعہ بنیں۔

۵۔ شادی بیاہ اور اپنی معاشرتی زندگی میں اسراف و فضول خرچی سے اجتناب کریں اور سادہ زندگی گزارنے کی عادت ڈالیں۔

۶۔ ہمارے سامنے سب سے بڑا چیلنج تعلیمی پسماندگی ہے، اس لیے کہ ہماری تمام تر دینی اور دنیوی ترقی کا دار و مدار تعلیم ہی پر ہے، مسلمانوں کو چاہیے کہ اپنے بچوں کی تعلیم کو اولیت دیں خواہ اس کے لیے اپنے دیگر مصارف میں کٹوتی کرنی پڑے۔

۷۔ تعلیم نسواں کے حوالے سے بھی ہم بہت پیچھے ہیں، لڑکیوں کے لیے مخصوص ادارے نہ ہونے کے باعث یا تو ہماری لڑکیاں تعلیم سے محروم رہ جاتی ہیں یا انہیں مخلوط تعلیمی اداروں میں جانا پڑتا ہے جس کی وجہ سے ان کی اخلاقی اور دینی زندگی پر برا اثر پڑتا ہے۔ اس کے تدارک کے لیے ضروری ہے کہ بچیوں کے لیے معیاری تعلیمی اداروں کے قیام پر فوری توجہ دی جائے۔

(۸) مسلم اوقاف کے تحفظ کی تدابیر پر غور

بموقع اجلاس مجلس منتظمہ جمعیتہ علماء ہند ۴-۵ جولائی ۲۰۲۲ء

جمعیتہ علماء ہند کا یہ اجلاس مجلس منتظمہ وقف جائیدادوں کے خلاف فرقہ پرست عناصر اور حکمران پارٹی کی طرف سے گھناؤنی سازش اور مکروفریب کی سخت الفاظ میں مذمت کرتا ہے اور یہ واضح کر دینا چاہتا ہے کہ وقف کی جائیدادیں مسلمانوں کی طرف سے غریب اور نادار طبقے کی کفالت اور دینی و ملی ضرورتوں کی تکمیل کے لیے وقف کی گئی ہیں، نہ وہ ماضی میں کسی حکومت کی طرف سے غصب کی ہوئی پراپرٹی ہیں اور نہ موجودہ حکومت کی عطا کردہ ہیں اور نہ ان جائیدادوں کو واقف کے منشا کے علاوہ دوسرے مصارف میں استعمال کیا جاسکتا ہے۔

اس لئے جمعیتہ علماء ہند کا اجلاس منتظمہ وقف ایکٹ کو ختم کرنے کی کسی بھی کوشش کو وطن عزیز کی فلاح و بہبود اور مسلم اقلیت کے حقوق کو غصب کرنے کی سازش تصور کرتے ہوئے حکومت کو متوجہ کرتا ہے کہ وہ آئین کے تین اپنی ذمہ داری کی تکمیل کرے اور اوقاف کی جائیداد سے بہتر فائدہ اٹھانے کے لیے درج ذیل اقدامات پر فوری توجہ مرکوز کرے۔

(۱) لیمیٹیشن ایکٹ ۱۹۶۳ سے وقف جائیدادوں کا استثناء کم از کم ۱۸۵۷ء سے قرار دیا جائے، تاکہ ان تمام وقف جائیدادوں کی بازیابی ممکن ہو سکے جن پر مختلف سرکاری وغیر سرکاری اداروں نے قبضہ کر رکھا ہے۔

(۲) تمام صوبوں میں وقف جائیدادوں کو کرایہ قانون سے مستثنیٰ کیا جائے۔

(۳) جن مقامات پر وقف بورڈ کی تشکیل نہیں ہو پائی ہے اور جہاں افسران اور وقف بورڈ کے عہدیداروں کی اسامیاں خالی ہیں، وہاں فوری طور پر وقف بورڈ کی تشکیل کی جائے۔ تمام وقف بورڈ کے دفاتر میں فل ٹائم CEO مقرر کیا جائے، نیز IAS اور IPS کے طرز پر انڈین اوقاف سروسز کا خصوصی کیڈر بنایا جائے۔

(۴) اوقاف کی افادیت اور پسماندہ مسلم اقلیت کی معاشی ترقی کے حوالے سے قائم کردہ وقف ڈیولپمنٹ کارپوریشن کو فعال کر کے مقصد برآری کے لیے ہر ممکن اقدامات کیے جائیں اور جلد از جلد عملی اقدامات کی رپورٹ (ATR) پیش کی جائے۔

(۵) محکمہ اوقاف اور محکمہ آثار قدیمہ کے زیر انتظام جو ویران اور غیر آباد مساجد ہیں، بلاتاخیر ان کو واگزار کیا جائے اور ان میں نماز کی اجازت دی جائے۔ نیز جہاں نمازیں ہو رہی ہیں، ان میں نماز ادا کرنے سے نہ روکا جائے۔

(۶) SGPC کے طرز پر وقف بورڈ کو خود مختار ادارہ بنایا جائے۔

(۷) جمعیتہ علماء ہند کا یہ اجلاس تمام مسلمانوں، بالخصوص اوقاف کے متولیوں اور انتظامیہ کمیٹیوں سے اپیل کرتا ہے کہ وہ اوقاف کی حفاظت میں اپنی دینی و شرعی ذمہ داریاں نبھائیں اور مالی خورد برد اور اسباب ضیاع سے بچانے کی ہر ممکن کوشش کریں۔

(۸) جمعیتہ علماء ہند تمام مسلمانوں سے اپیل کرتی ہے کہ وہ وقف کے تحفظ کے لیے ہر ممکن کوشش کریں اور وقف پر قابض گروپ کے خلاف اپنی اپنی سطح پر جدوجہد کریں۔

(۹) جمعیت علماء ہند کے تعمیری پروگراموں کے نفاذ اور تنظیمی استحکام پر تجویز

بموقع اجلاس مجلس منظمہ جمعیت علماء ہند ۴-۵ جولائی ۲۰۲۴ء

جمعیت علماء ہند کے تعمیری پروگراموں کی اتنی اہمیت ہے کہ ان کو دستور اساسی میں شامل کیا گیا ہے، جو ملک و ملت کی ہمہ جہت ترقی پر مبنی ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ کسی بھی جماعت کی ترقی کا مدار اس کی مستحکم تنظیم، مقامی یونٹوں کی توسیع اور تعمیری پروگراموں کے نفاذ پر ہوتا ہے۔ جمعیت علماء ہند کے تعمیری پروگرام جامع اور مانع ہیں جن میں دینی و دنیاوی تعلیم و تربیت، اقتصادیات، سماجی خدمات، ذہنی و جسمانی صحت و تربیت اور نشر و اشاعت و علمی امور شامل ہیں۔

جمعیت علماء ہند نے اپنے تمام کارکنوں میں اجتماعیت، اپنے تمام عہدیداروں میں عوامی ذمہ داری، اپنے ہمدردوں میں تعمیری ذہن اور گاؤں سے شہر تک کے ماحول میں ترقی و خوش حالی کے کچھ اصول اور طریقہ کار طے کر دیئے تھے۔ جمعیت علماء ہند ان تعمیری پروگراموں کو ایک تحریک کی شکل میں پیش کرنا چاہتی ہے اور اس کے لیے جماعتی ذمہ داران اور کارکنان کے سامنے درج ذیل امور پیش کر رہی ہے:

۱۔ تعمیری جدوجہد کو ایک مستقل شعبہ کی حیثیت دی جائے اور دستور اساسی کی دفعہ ۵۷ کے تحت اس کی مجلس قائمہ کے لئے حسب ذیل ممبران مقرر کئے جائیں تاکہ اس شعبہ کو مرکزی سطح سے نظم و ضبط و ترقی مل سکے اور مرکزی سطح پر پروجیکٹ مینجمنٹ ڈپارٹمنٹ قائم کیا جائے جو تعمیری پروگراموں میں حسب احوال ضروری کاموں کی نشاندہی کرے اور اس کا طریقہ کار و خاکہ بنا کر سبھی دستوری یونٹوں میں اس کے نفاذ کو یقینی بنائے۔

۲۔ جمعیت علماء ہند اپنی تمام مقامی اور شہری شاخوں کو، ضلعی اور ریاستی جمعیتوں کو ہدایت کرتی ہے کہ دستور اساسی میں مقررہ فرائض کو انجام دینے کے لئے تعمیری پروگراموں کے نفاذ کی ہر ممکن کوشش کریں۔ نیز اپنی اس کارروائی کی نقل بالا دست جمعیتوں کو روانہ کر کے ان کا تعاون حاصل کریں۔

۳۔ جمعیت علماء ہند اپنے تمام کارکنوں سے اپیل کرتی ہے کہ آئندہ ٹرم میں حسب دستور اساسی ایسے لوگوں کو ہی عہدے کے لائق سمجھیں جنہوں نے گزشتہ ٹرم میں تعمیری پروگرام میں سے کم از کم کسی ایک پروگرام کو نفاذ کیا ہو۔

۴۔ جمعیت علماء ہند تمام مسلمانوں سے بھی اپیل کرتی ہے کہ اپنی اقتصادی ترقی، معاشرتی اصلاح، تعلیمی سرگرمی، دینی زندگی اور معاشی بہبود کے لئے ہر جگہ جمعیت علماء کی شاخیں قائم کریں اور جماعتی کارکنوں سے بھرپور تعاون کریں۔

۵۔ تمام صوبائی اور ضلعی اکائیوں کو متوجہ کرتی ہے کہ زیادہ سے زیادہ افراد کو ممبر بنائیں اور مختلف صلاحیتوں کے لوگوں کو جمعیت علماء ہند سے وابستہ کریں۔

۶۔ رجال کار کی تربیت پر خاص توجہ دی جائے اور سیکولر اور محب وطن سیاسی و سماجی شخصیات کے اشتراک سے سماجی فلاح و بہبود کے کاموں کو رو بہ عمل لایا جائے۔

۷۔ باہمی رابطہ سازی کے لیے ڈیجیٹل پلیٹ فارم کو موصلات، رابطہ کاری اور معلومات کی ترسیل کے لیے استعمال کیا جائے۔

سب قائمہ کمیٹی کے ارکان حسب ذیل ہوں گے

صدر مولانا رحمت اللہ کشمیری صاحب۔ جنرل سکریٹری نامزد کرنے کا اختیار صدر جمعیت علماء ہند کو دیا گیا۔ اراکین: مولانا محمود اسعد مدنی صاحب، مولانا محمد سلمان بجنوری صاحب، مولانا حکیم الدین قاسمی صاحب، مفتی شمس الدین بکلی صاحب، مولانا مفتی محمد عفاں صاحب منصور پوری اور مولانا نیا ز احمد فاروقی صاحب۔

(۱۰) فلسطین اور عالم اسلام کو درپیش چیلنجوں پر تجویز

بموقع اجلاس مجلس منظمہ جمعیت علماء ہند ۴-۵ جولائی ۲۰۲۲ء

جمعیت علماء ہند کا یہ اجلاس مجلس منظمہ فلسطین بالخصوص کے خلاف اسرائیلی جنگی جرائم، وحشیانہ قتل عام، غزہ اور مشرقی یروشلم سمیت مقبوضہ مغربی کنارے میں فلسطینی عوام کے خلاف اسرائیلی جارحیت کی سخت مذمت کرتا ہے۔ اسرائیل غزہ پر حالیہ فوجی مہم کے آغاز کے بعد سے بڑے پیمانے پر اور اندھا دھند شہریوں اور آبادیوں کو نشانہ بنا رہا ہے۔ غزہ میں 60 فیصد سے زیادہ گھرتباہ و برباد ہو گئے۔ سیکڑوں خاندان صفحہ ہستی سے مٹ گئے۔ غزہ میں سترہ لاکھ سے زیادہ فلسطینیوں کو بے گھر کر دیا گیا، جب کہ ان میں سے اکثریت پہلے ہی پناہ گزین ہے یا 1948 کے پناہ گزینوں کی اولاد ہیں۔ دوسری طرف صحافیوں، طبی عملے، ایسبولینسوں، اسکولوں، عبادت گاہوں، یونیورسٹیوں، پناہ گاہوں اور اسپتالوں کے ساتھ ساتھ پانی، بجلی، ٹیلی کمیونیکیشن اور توانائی کے بنیادی ڈھانچے کو نشانہ بنا رہا ہے۔

(۱) یہ اجلاس تمام ممالک بالخصوص امریکہ، برطانیہ اور ہندوستان سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ قابض حکام کو اسلحہ اور گولہ بارود کی برآمدات بند کریں جو ان کی فوج اور دہشت گرد اسرائیلی آبادکار، فلسطینیوں کو قتل کرنے اور ان کے گھروں، ہسپتالوں، اسکولوں، مساجد، گرجا گھروں اور ان کی تمام املاک کو تباہ کرنے کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ جو ریاستیں اسرائیل کو اسلحہ اور سیاسی مدد فراہم کرتی ہیں، وہ اس نسل کشی میں برابر کی شریک ہیں۔

(۲) بین الاقوامی فوجداری عدالت اور دفتر استغاثہ فوری طور پر فلسطینیوں کے خلاف بین الاقوامی جرائم کے ذمہ دار اسرائیلی اہلکاروں کی گرفتاری کے وارنٹ جاری کرے، اور تحقیقات کا دائرہ وسیع کرے اور فلسطین میں خون خرابہ اور قتل عام کے لیے اسرائیل پر بھاری جرمانہ عائد کیا جائے اور نقصانات کا ہرجانہ وصول کیا جائے۔

(۳) یہ اجلاس حکومت ہند، عرب لیگ اور ممالک اسلامیہ کو متوجہ کرتا ہے کہ وہ سفارتی، سیاسی اور قانونی دباؤ ڈالیں اور انسانیت کے خلاف استعماری قابض حکام کے جرائم کو روکنے کے لیے دو ٹوک اقدامات کریں اور ساؤتھ افریقہ کی معاونت کرتے ہوئے اسرائیل کو بین الاقوامی عدالت اور سلامتی کونسل میں سزا دلانیں۔

(۴) یہ اجلاس بین الاقوامی برادری سے اپیل کرتا ہے کہ وہ فلسطینیوں کی خود مختار ریاست کے قیام کے لیے ایک سنجیدہ اور حقیقی کوشش شروع کرے، مگر یہ خیال رہے کہ مسجد اقصیٰ پر تسلط کی کوئی بھی اسرائیلی کوشش ہرگز قابل قبول نہیں ہے۔

(۱۱) آسام لینڈ پالیسی سے متعلق تجویز

بموقع اجلاس مجلس منظمہ جمعیتہ علماء ہند ۴-۵ جولائی ۲۰۲۴ء

- (۱) مجلس منظمہ کے اراکین آسام لینڈ پالیسی ۲۰۱۹ء کے تحت زمین سے مذہبی اور لسانی اقلیتوں کی بے دخلی کو غیر آئینی تسلیم کرتے ہیں۔ یہ اجلاس مرکزی اور ریاستی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ آسامی باشندوں کے درمیان مساوات کے اصول کو برقرار رکھتے ہوئے اس دفعہ کو ختم کریں اور اقلیتوں بالخصوص مسلمانوں کو ان کے واجبی حق سے محروم نہ کریں۔ جب کہ ایک صدی سے زائد عرصے سے یہ زمین ان کے قبضے میں چلی آرہی ہے
- (۲) یہ اجلاس این آر سی آسام کو حتمی شکل دیے جانے کے باوجود اب تک اس کی عدم اشاعت پر اپنی گہری تشویش کا اظہار کرتا ہے۔ معلوم ہونا چاہیے کہ اس عمل کی تکمیل میں سرکاری خزانے کے سولہ سو کروڑ روپے خرچ ہوئے اور عوام کو بے انتہا پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑا۔ آج کا یہ اجلاس مرکزی حکومت کے ساتھ ساتھ ہندستان کے رجسٹرار جنرل سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ این آر سی کی اشاعت کے لیے لازمی نوٹیفکیشن جاری کریں۔

(۱۲) تجویز تعزیت

بموقع اجلاس مجلس منظمہ جمعیت علماء ہند ۴-۵ جولائی ۲۰۲۲ء

جمعیت علماء ہند کا یہ اجلاس عام ملک و بیرون ملک کی مقتدر اور اہم شخصیات کے سانحہ ارتحال پر رنج و غم کا اظہار کرتا ہے اور مغفرت و بلندی درجات کی دعا کرتا ہے۔ بالخصوص مرشد ملت حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی صدر آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ و ناظم دارالعلوم ندوۃ العلماء، آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے نائب صدر مولانا سید شاہ فخر الدین اشرف کچھوچھوی سجادہ نشین خانقاہ مخدوم اشرف کچھوچھو شریف، جمعیت علماء اتر پردیش کے سابق نائب صدر الحاج مولانا ڈاکٹر محمد اختر قاسمی سابق رکن اسمبلی، حضرت مولانا حبیب الرحمن صاحب قاسمی (صدر جمعیت علماء مرہٹوارہ و مہتمم جامعہ اشرفیہ اودگیر ضلع لاٹور)، مولانا ذاکر صاحب قاسمی ناظم اعلیٰ جمعیت علماء مہاراشٹرا، جامعہ مظاہر علوم کے امین عام حضرت مولانا سید محمد شاہد صاحب سہارن پوری، جمعیت علماء ہند کے سابق جنرل سکرٹری اور امیر شریعت یوپی حضرت مولانا عبد العظیم فاروقی، مولانا ظہور احمد قاسمی سہارن پور، امارت شرعیہ ہند کے سابق ناظم اور صدر المدرسین جامعہ محمودیہ اشرف العلوم جاج منوکانپور مولانا مفتی اسعد الدین قاسمی، دارالعلوم دیوبند کے سابق ناظم تعلیمات اور استاذ حدیث حضرت مولانا حکیم محمد احمد فیض آبادی، محدث کبیر امیر الہند اول حضرت مولانا حبیب الرحمن اعظمی کے صاحبزادہ محترم حضرت مولانا رشید احمد اعظمی، ممبر پارلیمنٹ اور بزرگ سیاسی رہنما جناب شفیق الرحمن برق، حکیم تاج الدین ہاشمی امروہہ، مشہور سیاسی و سماجی لیڈر مختار انصاری غازی پور، جمعیت علماء ہند کے سابق ناظم دفتر مولانا محمد یوسف خاں قاسمی، اسلامی جمہوریہ ایران کے صدر آیت اللہ ابراہیم رئیسی، جمعیت علماء نیپال کے بانی و صدر اول حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب صدیقی، جمعیت علماء پرتاپ گڑھ کے ناظم حضرت مولانا فاروق صاحب قاسمی، پروفیسر ڈاکٹر سید محمد طارق حسن صاحب مہتمم مدرسہ اسلامیہ عربیہ جامع مسجد امروہہ، جناب حافظ سعید برادر مولانا داؤد امینی صاحب، اہلیہ محترمہ قاری علاء الدین صاحب، حضرت مولانا کا کا سعید احمد عمری سینئر نائب صدر آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ و معتمد عمومی جامعہ دارالسلام عمر آباد، والدہ ماجدہ مفتی عمران اللہ صاحب قاسمی دارالعلوم دیوبند، والدہ ماجدہ مولانا اخلاق صاحب قاسمی پرتاپ گڑھ، میاں جی محمد ابراہیم صاحب پھلودی راجستھان، حضرت مولانا منیر احمد صاحب کالینہ ممبئی، حضرت مولانا صالح صاحب بھاگلپور، مولانا مصلح الدین صاحب بھاگلپور، امیر شریعت مولانا محمد اسحاق صاحب امینی سابق شیخ الحدیث مدرسہ معین الاسلام نوح و دارالعلوم میوات، جناب مولانا رمضان صاحب الور، والدہ محترمہ جناب عبدالجبار صاحب جوہا، چودھری محمد فاروق صاحب دوتائی، مولانا شیخ آدم صاحب لیٹریو کے، والد محترم مولانا محسن اعظم صاحب آرگنائزر جمعیت علماء ہند، والد محترم مفتی نظر الباری صاحب ندوی درجنگہ، استاذ القرآن مولانا قاری احمد اللہ صاحب بھاگلپور، والدہ ماجدہ مولانا رفیق احمد صاحب قاسمی پرتاپ گڑھ، والدہ ماجدہ جناب و دود ساجد صاحب ایڈیٹر انقلاب اخبار، مولانا معراج صاحب دیوبند، اہلیہ محترمہ مولانا کلیم اللہ خاں صاحب، والدہ محترمہ مولانا سعید احمد صاحب یو کے، جناب الحاج بذل الرحمن صاحب ارریہ، حضرت مولانا حنیف صاحب امر پوری، مولانا سہیل احمد ندوی صاحب نائب ناظم امارت شرعیہ بہار، جھارکھنڈ واڈیشہ، اہلیہ محترمہ حافظ بشیر صاحب آسام، روزنامہ سیاست حیدرآباد کے انتظامی ایڈیٹر ظہیر الدین علی خاں صاحب، والد محترم مولانا مفتی حسن صاحب لوئی، والد محترم مولانا محمد حامد صاحب باغونوالی، حافظ عبدالرشید صاحب پرانی دہلی، مفتی عزیز الرحمن صاحب چمپارنی، بہن و بہنوئی پروفیسر نعمان صاحب شاہجہاں پوری، جناب الحاج محمد یوسف برادر خرد حضرت مولانا محمد یحییٰ کریمی صاحب، مولانا محمد سعید امینی صاحب مالہ ہریانہ میوات، محترمہ نصرین والدہ ماجدہ مولانا محمد راشد صاحب مہتمم دارالعلوم محمدیہ میل کھیڑلار راجستھان میوات، مولانا محمد حنیف صاحب امینی لوہنگا کلاں ہریانہ میوات

